مقدمہ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیّن محمد العربی الذی بعثه اللّٰہ هدی ورحمة للعالمین و علی آله وأصحابه اجمعین.

اَللّٰهُمَّ الطُف بِی فِی تَیسِیرِ کُلِّ عَسِیرٍ فَاِنَّ تَیسِیرَ کُلِّ عَسِیرٍ عَلَیکَ یَسِیرٌ وَاَسْئَلُکَ الیُسرَوَ المَعَافَاۃَ فِی الدُّنیا و الأخِرَۃِ.

تمام تعریفات اور حمد وثناء اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو سزاوار ہیں جو کل کائنات کا معبود برحق ہے جس نے اپنی مخلوق کی رہنمائی اور نیک ہدایت کیلئے وقتاً فوقتاً انبیاء ورسل معبوث فرمائے۔انبیاء ورسل کا یہ سلسلہ ایک تسبیح کی مانند ہے جس کے امام فخر موجودات امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکو حق کے ساتھ معبوث فرمایا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید عنایت فرمائی۔اس مقدس کتاب کو دیگر کتب سماویہ پر وہی فضیلت و مرتبہ حاصل ہے جو صاحب کتاب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء اور رسل پر یہی وجہ ہے کہ آغاز نزول قرآن سے لیکر آج تک جس قدر توجہ قرآن حکیم پر صرف کی گئی کم وبیش اسی قدر غور وفکر اور تدبر اسکے علوم پر بھی جاری ہے۔وقت رواں کے ساتھ ساتھ اسکے علوم کو جاننے اور ان علوم وفنون سے مستفید ہونے کی طرف رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔

کتنی ہی بزرگ و برتر ہستیوں نے اس کتاب کی حکمتوں کو پانے میں عمر فانی تمام کردی لیکن انکی تشنگی طلب ناتمام ہی رہی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًاo (بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۵)

موضوع کی ضرورت واہمیت:

قرآن مجید بنی نوع انسان کیلئے ہر دور میں بہترین ذریعہ ہدایت اور علوم وفنون کا سرچشمہ رہا ہے۔ہر دور میں امت مسلمہ نے اسکو پڑھنے پڑھانے، سمجھنے سمجھانے اور اسکے علوم وفنون کو جاننے کی طرف توجہ دی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین وہ بزرگ و برتر ہستیاں ہیں جن کی نظروں کے سامنے قرآن کا نزول ہوا۔یہ وہ عظیم لوگ ہیں جو اس مقدس کلام ربانی کے اولین سامع ہیں جن کی سماعتوں نے قرآن مجید کے یہ مقدس و بابرکت کلمات نبی اقدس کے دہن اطہر سے براہ راست سنے اور نہ صرف سن کر اپنے سینوں کو اس سے منور ومزین فرمایا بلکہ انکے معانی ومفاہیم کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔

زبان دان ہونے کے باعث صحابہ کرامؓ کو مفاہیم قرآن اور اسکے مطلوب ومدلول کو سمجھنے میں وہ دشواری تو نہ تھی جو ایک عجمی کو ہوسکتی ہے اور قرآن جس موقع محل اور پس منظر میں نازل ہورہا تھا اس سے بھی وہ خوب آشنا تھے لیکن ان سب کے باوجود بہت سے مقامات قرآنی پر وہ قرآن کے مطلوب کو جاننے اور اسکا درست فہم حاصل کرنے کیلئے مفسّر اوّل نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج تھے، لہٰذا علوم القرآن کا آغاز وقت نزول قرآن کے ساتھ ہی شروع ہوگیا۔اللہ رب العزت نے اپنے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اجمال کی تفصیل، ابہام کی وضاحت اور بعض حصوں کی قرآن ہی کے بعض حصوں سے تفسیر کرواکے ہمیشہ کیلئے اسکے معانی ومفاہیم کو محفوظ فرمادیا اور یوں علوم القرآن کا فریضہ ابتداً خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا۔آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے قرآن کی تعلیم وتعلم اور اسکے علوم میں غور وخوض کے سلسلہ کو بطریق احسن آگے بڑھایا۔تاریخ اسلامی میں جب دور تدوین کا آغاز ہوا تو دیگر علوم کی مانند علوم القرآن کو بھی فنی صورت میں صفحہ قرطاس کی زینت بنایا گیا۔

با قاعدہ طور پر علوم القرآن کی مختلف مباحث کو مستقل فنی صورت میں مدون کرنے کا سلسلہ دوسری صدی ھجری سے شروع ہوا اور گزرتے وقت کے دھارے کیساتھ ساتھ اس میں خوب سے خوب تر کی پیشرفت جاری رہی۔ ہر صاحب قلم نے اپنے اپنے ذوق وشوق اور مزاج کے مطابق جداگانہ موضوعات پر قلم اٹھایا۔اس طرح دوسری صدی ھجری میں علوم القرآن کے مختلف موضوعات جیسے ناسخ ومنسوخ، غریب قرآن، اسباب نزول، اقسام القرآن، معانی القرآن قراءات، وجوہ ونظائر وغیرہ پر مستقل کتب تالیف کی گئیں۔

اگرچہ علوم القرآن کی مختلف انواع پر کثیر التعداد کتب تو چوتھی صدی ھجری تک تالیف کی جا چکی تھیں تاہم علوم القرآن کے عنوان سے کوئی مستقل اور جامع کتاب جس میں علوم القرآن کے مختلف مباحث کو یکجا کیا گیا ہو، چھٹی صدی ھجری میں ابن جوزی کی ''فنون الافنان فی عیون علوم القرآن'' ہے۔ابن جوزی کے بعد علوم القرآن کے فن میں بنیادی تبدیلی یہ آئی کہ علوم القرآن کی مختلف مباحث کو اصولی انداز سے ایک کتاب میں سمیٹنے کا سلسلہ وسیع پیمانے پر شروع ہوا اور اس سلسلہ میں البرھان فی علوم القرآن للزرکشی اور الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی منظر عام پر آئیں۔کتاب البرھان میں پہلی مرتبہ علامہ زرکشی نے علوم القرآن کی مختلف مباحث کو ۴۷ انواع کی صورت میں موضوع بحث بنایا۔ بعدازاں علامہ سیوطی نے البرھان کی انواع پر ۳۳ انواع کا مزید اضافہ کرکے الاتقان فی علوم القرآن کو ۸۰ انواع کے بیان سے مزین کیا۔

کتاب الاتقان کو اسقدر پذیرائی حاصل ہوئی کہ خاص و عام میں یہ کتاب علوم القرآن پر دائرہ معارف تسلیم کی جاتی ہے۔علوم القرآن پر مستقل کتب تالیف کرنے کا سلسلہ الاتقان پر ہی تمام نہ ہوا بلکہ بارھویں صدی ھجری میں ایک اوراہم اور مفید کتاب اس موضوع پر رقم کی گئی جس کا نام ''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' ہے۔

اس کتاب کے مولف ابن عقیلہ ہیں۔اس کتاب میں ابن عقیلہ نے الاتقان کی ۸۰ انواع پر ۷۴ انواع کا حسین اضافہ کیا ہے۔اس کتاب میں ایسے بہت سے قواعد وفوائد جمع کئے گئے ہیں جو اس سے پہلے لکھی جانیوالی کتب میں موجود نہیں۔ان تمام تر خوبیوں کے باوجود ایک عرصہ تک یہ کتاب گوشہ گمنامی میں پڑی رہی اور علماء کی توجہ اس طرف مدکوز نہ ہوسکی۔علماء کی ایک جماعت کی کاوشوں کی بدولت تحقیق کے مراحل سے گزر کر ۱۴۲۷ھ......۲۰۰۶ء میں پہلی مرتبہ یہ کتاب اہل علم کے سامنے جلوہ گر ہوئی۔

اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ علوم القرآن کے اس بہترین ذخیرہ کے منہج واسلوب کو زیر بحث لایا جائے۔کتاب کی خصوصیات وممیّزات قاری کے سامنے ہوں اور دوران مطالعہ کتاب کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی جائے تاکہ عصر حاضر میں علوم القرآن کے محققین اس کتاب سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔اسی ضرورت واہمیت کے پیش نظر اس مقالے کا عنوان ''الزیادۃ و الاحسان فی علوم القرآن از ابن عقیلہ کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ'' رکھا گیا ہے۔

موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات:

مقالہ ہذا میں موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات یہ ہیں جن کی وضاحت مقالہ میں موجود ہے۔

(۱) تفسیر قرآن میں علوم القرآن کی اہمیت کیا ہے۔

(۲) کتب علوم القرآن میں الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟

(۳) کتاب کا عمومی منہج کیا ہے، کیا یہ روایتی طرز کا ہے؟

(۴) کیا کتاب الزیادۃ والاحسان میں علوم القرآن کے حوالے سے ہونیوالے سابقہ کام پر کوئی اضافہ کیا گیا ہے؟

(۵) کیا کتاب کی ترتیب عقلی اور منطقی ہے؟

(۶) کیا مباحث علوم القرآن میں مختلف روایات سے پیدا ہونیوالے اشکالات کو رفع کیا گیا ہے؟

(۷) کیا مولف کتاب الزیادۃ والاحسان کے مباحث میں سوال اٹھا کر اسکا تشفی جواب دیتے ہیں؟

اہداف ومقاصد تحقیق:

علوم القرآن میں اس معرکۃ الآراء کتاب کی تحقیق کے ذریعے درج ذیل اہداف ومقاصد حاصل کئے گئے ہیں۔

(۱) علوم القرآن کے معانی ومفاہیم کی تفہیم

(۲) علوم القرآن پر لکھی جانیوالی کتب کا اختصار سے جائزہ لیتے ہوئے کتاب الزیادۃ والاحسان کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

(۳) علوم القرآن پر موجود سابقہ ہونیوالے کام پر ابن عقیلہ کے پیش کردہ اضافوں کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

(۴) علوم القرآن کی معرکۃ الآراء مباحث میں ابن عقیلہ کی آراء کا دیگر ماہرین علوم القرآن کی آراء ومناھج سے تقابل کیا گیا ہے۔

(۵) مقالہ میں کتاب کے منہج واسلوب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

(۶) رفع اشکال کی صورت میں مولف کے اسلوب کو واضح کیا گیا ہے۔

(۷) کتاب میں علوم القرآن کی انواع کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

(۹) کتاب کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' از ابن عقیلہ ۱۰ جلدوں پر مشتمل فن کی بہترین کتاب ہے۔ میرے علم کے مطابق اس کتاب پر کسی بھی نوعیت کا تحقیقی وتجزیاتی یا تقابلی، اس سے پہلے کوئی کام نہیں کیا گیا البتہ فن علوم القرآن کی سابقہ کتب ''فنون الافنان'' پر پی ایچ ڈی کی سطح پر کام موجود ہے اور ''البرھان فی علوم القرآن'' اور ''الاتقان فی علوم القرآن'' کا تقابلی جائزہ کے موضوع پر ایم فل کی سطح پر کام ہو چکا ہے لہٰذا اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اس بہترین دائرہ معارف کو بھی زیر تحقیق لایا جائے۔

اسلوب تحقیق:

(۱) یہ مقالہ، انتساب، اظہار تشکر، مقدمہ اور پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ نیز مقالہ کے آخر میں مصادر ومراجع بھی دیئے گئے ہیں۔

(۲) قرآن کا حوالہ پیش کرنے کی صورت میں سب سے پہلے سورۃ کا نام، سورۃ کا نمبر اور پھر آیت کا نمبر درج کیا گیا ہے۔

(۳) احادیث کا حوالہ پیش کرنے کی صورت میں پہلے مولف کا نام، کتاب کا نام اور پھر باب کا نام درج کیا گیا ہے۔

(۴) مقالہ کے دوران وضاحت طلب امور کو حواشی (Foot Notes) میں بیان کیا گیا ہے۔

(۵) دوران مقالہ استعمال ہونیوالی اصطلاحات کی وضاحت حواشی (Foot Notes) میں کی گئی ہے۔

(۶) مقالہ میں کتاب ''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' کیلئے ''الزیادۃ'' کا رمز استعمال کیا گیا ہے۔

مقالہ ہذا میں ۱۰ جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب ''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

مقالہ ہذا پانچ ابواب اور ذیلی فصول پر مشتمل ہے۔

باب اول ابن عقیلہ مکی کے احوال کے بارے میں ہے۔ اس میں تین فصول قائم کی گئی ہیں۔ پہلی فصل میں ابن عقیلہ کے عہد کے سیاسی، اجتماعی اور علمی حالات کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسری فصل ابن عقیلہ کے حالاتِ زندگی پر محیط ہے جبکہ تیسری فصل میں ابن عقیلہ کے علمی مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اسی فصل میں آپکی تالیفات وتصنیفات کی فہرست بھی شامل کی گئی ہے۔

باب دوم میں کتاب الزیادۃ کے منہج واسلوب کو تین فصول کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ فصل اول میں علوم القرآن کی خصوصی مباحث کے منہج واسلوب کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ دوسری فصل میں اصولی مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے جبکہ تیسری فصل میں لغت وبلاغت کے مباحث میں ابن عقیلہ کے منہج واسلوب کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اس مقالہ کا باب سوم کتاب کی خصوصیات وممیّزات کے بیان میں ہے۔ اس میں پانچ فصول کے ذریعے کتاب کی خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ فصل اول میں کتاب الزیادۃ میں انواع کی ترتیب بندی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے جبکہ فصل دوم میں کتاب الزیادۃ کی جدت طرّازی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ فصل سوم میں کتاب میں بیان کردہ مستند روایات اور ان سے استدلال کے منہج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ فصل چہارم کا تعلق الزیادۃ میں موجود تفسیری روایات سے ہے جبکہ فصل پنجم میں مولف ابن عقیلہ کے دیگر کتب فن یعنی امہات کتب سے استفادہ کی نوعیت کو بیان کیا گیا ہے۔

باب چہارم میں ابن عقیلہ کی آراء کا تقابل دیگر ماہرین علوم القرآن کی آراء سے کرنے کیلئے فن کی بنیادی پانچ مباحث کو منتخب کرکے پانچ فصول کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ فصل اول علوم القرآن کی اہم بحث سبعہ احرف کے بیان میں ہے جس میں سبعہ احرف کے بنیادی مباحث کو بیان کرنے کے بعد ابن عقیلہ کی آراء اور جن ماہرین سے انکی آراء کا تقابل کیا گیا ہے ان ماہرین کی آراء کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ پھر بعد ازاں انکے مابین تقابلی پہلو الگ الگ بیان کیے گئے ہیں۔ یہی اسلوب اس باب کی تمام فصول میں اپنایا گیا ہے۔ فصل دوم رسم مصحف فصل سوم اسباب نزول فصل چہارم ناسخ ومنسوخ اور فصل پنجم وجوہ ونظائر کے بیان میں قائم کرکے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

باب پنجم میں کتاب الزیادۃ کے ماخذ ومصادر کے بارے میں ہے۔ اس میں ان تمام مصادر و ماخذ کے نام اور انکے مولفین کے مختصر احوال کو درج کیا گیا ہے جن کے بارے میں کتاب الزیادۃ میں مولف نے تذکرہ کیا ہے۔ اس باب میں کل چھ فصول قائم کی گئی ہیں۔ فصل اول کتب علوم القرآن پر مشتمل ہے۔ فصل دوم میں کتب تفاسیر کو بیان کیا گیا ہے۔ فصل سوم کا تعلق علوم حدیث کی کتب سے ہے۔ فصل چہارم میں علوم فقہ کی کتب کو بیان کیا گیا ہے۔ فصل پنجم میں علوم لغۃ سے متعلق کتب کا بیان ہے اور فصل ششم میں متفرق کتب کو موضوع بنایا گیا ہے۔

آخر میں خلاصہ تحقیق ہے جس میں ان تمام ابواب کا نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔ اسطرح پانچ ابواب کے ذریعے کتاب الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں کتاب کے منہج واسلوب، ممیّزات، مماثلات اور خصوصیات وغیرہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یقیناً یہ مقالہ کتاب کی وضاحت وتفہیم کا ایک بہترین، عمدہ اور غیر معمولی نوعیت کا کام ہے۔

یہ فن کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے جو کافی عرصہ تک گوشہ گمنامی ہی میں رہی اور علوم القرآن کے قارئین کی توجہ نہ پا سکی۔ ابھی بھی بہت کم لوگ اس سے آشنا ہیں۔ امید ہے یہ مقالہ اس کتاب کو اہل علم کے سامنے متعارف کروانے میں اہم ثابت ہوگا۔ (انشاءاللہ وتعالیٰ)

میں اپنے استاذ محترم کی ممنون ہوں جن کی بدولت مجھے اس اہم تحقیقی کام کو سرانجام دینے کا موقع ملا۔ آغاز میں جب انہوں نے اس موضوع کو میرے لئے منتخب فرمایا تو ایک لمحہ کو ہچکچاہٹ تو ضرور ہوئی کہ کہاں میری بساط اور کہاں یہ اتنا پیچیدہ اور دقیق کام اور وہ بھی اتنا ضخیم۔ یقیناً

یہ کام مجھ ادنیٰ سی علوم القرآن کی طالبہ کیلئے انتہائی مشکل تھا لیکن اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے استاذ محترم کے سامنے بغیر کسی تساہل کے اسی موضوع کو قبول کر کے اس پر دن رات ایک کرنے کی ٹھان لی۔ اس کام میں استاذ محترم کے ساتھ ساتھ میرے بڑے بھائی مولانا سعد علی رضوی نے بھی بھر پور معاونت کی جس سے ہر مشکل آسان سے آسان تر ہوتی گئی۔ بلاشبہ ؎

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ کام جو ابتداً مجھے دشوار معلوم ہوتا تھا اسکو سہل کرنیوالی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ بلاشبہ نقائص وعیوب سے پاک ذات صرف اور صرف اللہ جل جلالہ کی ہے۔ پس اس مقالہ میں جو خوبیاں ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وجہ سے ہیں اور جو نقائص یا عیب ہیں وہ مجھ ناچیز کی کوتاہی ہے۔ اللہ جل جلالہ سے دعا گوں ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی جناب میں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین!

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر الخلقه محمدٍ وعلی آله و صحابه اجمعین امین برحمتکَ یا ارحم الراحمین.

منیبہ رضوی

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

بمطابق یکم نومبر ۲۰۱۲ء